ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 03 No. 02. April-June 2025.Page#.371-383
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Marriage a guarantee for Morality: An Islamic Analitical Study

نکاح عفت وپاکدامنی کی ضمانت:اسلامی تنقیدی مطالعہ

Dr. Muhammad Amin
Visiting Faculty Member, University of Layyah, Layyah.
Muhammad Riaz khan Dasti
Lectuurer, University of Layyah, Layyah.
Rubina Kousar
Visiting Faculty Member, University of Layyah, Layyah.

Abstract
Islam, as a religion of nature, guides us in every aspect of life and the system of marriage is a beautiful example of this. Marriage is not just a legal contract between two individuals, but it is a meaningful relationship that ensures the formation of a family, the survival of the human race and social purity. This relationship is based on love, mercy and mutual responsibilities, which leads to peace and prosperity in life.

Key Words: Islam, Marriage, Relationship, Benefits.

اسلام،بطور دینِ فطرت،زندگی کے ہر پہلو میں ہماری رہنمائی کرتا ہے اور نکاح کا نظام اس کی ایک خوبصورت مثال ہے۔نکاح صرف دو افراد کے درمیان ایک قانونی معاہدہ نہیں،بلکہ یہ ایک بامقصد رشتہ ہے جو خاندان کی تشکیل،نسلِ انسانی کی بقا اور معاشرتی پاکیزگی کو یقینی بناتا ہے۔یہ رشتہ محبت،رحمت اور باہمی ذمہ داریوں پر مبنی ہوتا ہے،جو زندگی میں سکون اور خوشحالی کا باعث بنتا ہے۔

اگر نکاح کے اصولوں کو نظرانداز کیا جائے یا ان میں بگاڑ پیدا ہو جائے تو اس کے اثرات پورے معاشرے پر پڑتے ہیں۔بے راہ روی،اخلاقی گراوٹ اور خاندانی انتشار جیسے مسائل اسی بے احتیاطی کا نتیجہ ہوتے ہیں۔اسی لیے اسلام نے نکاح کو انتہائی سنجیدگی سے لیا ہے اور اس کے ہر پہلو پر رہنمائی فراہم کی ہے تاکہ ازدواجی زندگی محبت اور سکون کا گہوارہ بنے اور معاشرہ مستحکم رہے۔

آج کے دور میں،جہاں مغربی نظریات اور مادی سوچ نے نکاح کے تصور کو محدود اور متاثر کر دیا ہے،وہاں اسلامی تعلیمات پر عمل ہی انفرادی اور اجتماعی نجات کا راستہ ہے۔اگر ہم اخلاص کے ساتھ ان اصولوں کو اپنائیں،تو بہت سے مسائل خودبخود حل ہو جائیں گے اور ایک متوازن،خوشحال اور صالح معاشرہ وجود میں آئے گا۔

اسلام نے مرد و عورت کے رشتے کو ایک خوبصورت اور مہذب بندھن کے طور پر نہ صرف تسلیم کیا بلکہ نکاح کی شکل میں اسے قانونی اور اخلاقی تحفظ بھی دیا۔نکاح محض ایک رسمی معاہدہ نہیں،بلکہ ایک بامقصد اور پُرحکمت تعلق ہے جو نہ صرف دو افراد کی جذباتی اور فطری ضروریات کو پورا کرتا ہے بلکہ خاندانی نظام کے استحکام،معاشرتی پاکیزگی اور نسلِ انسانی کے تسلسل کو بھی یقینی بناتا ہے۔

یہ تعلق اسی وقت مضبوط اور خوشگوار رہتا ہے جب اس میں محبت،وفاداری اور ایک دوسرے کے لیے سکون کا احساس موجود ہو۔اسی لیے اسلام نے نکاح کو مضبوط بنانے کے لیے کچھ اصول اور آداب سکھائے ہیں جو زندگی کو آسان اور خوشگوار بناتے ہیں۔دوسری طرف،بے لگام تعلقات اور غیر ضروری جذبات کو روکا گیا،تاکہ معاشرہ انتشار اور بے راہ روی سے محفوظ رہے اور ایک صاف ستھری،پاکیزہ اور متوازن زندگی پروان چڑھے۔

قرآن و حدیث میں نکاح کی اہمیت کو خاص طور پر اس پہلو سے اجاگر کیا گیا ہے کہ یہ صرف دو لوگوں کے درمیان تعلق کا نام نہیں،بلکہ اس کے پیچھے عفت،عصمت،پاکدامنی،اولاد کی اچھی پرورش اور معاشرتی بقا جیسے بڑے مقاصد بھی ہیں۔جنسی تسکین اس رشتے کا ایک حصہ ضرور ہے،مگر اسلام نے اس کو بنیادی مقصد نہیں بنایا بلکہ اس کے ساتھ اخلاقی اور خاندانی ذمہ داریوں کو جوڑ کر نکاح کو مقدس بنایا۔

جب انسان حدود و قیود سے آزاد ہو کر محض اپنی خواہشات کے پیچھے بھاگنے لگتا ہے،تو وہ بے راہ روی اور اخلاقی تباہی کی طرف چلا جاتا ہے۔اس کا وقار ختم ہو جاتا ہے،عزت داغ دار ہو جاتی ہے اور وہ اپنی اصل حیثیت کھو کر حیوانیت کی پستی میں جا گرتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اسلام نے انسانی فطرت کو دبانے کے بجائے اس کے لیے ایک پاکیزہ اور متوازن راستہ نکاح کی شکل میں فراہم کیا تاکہ انسان اپنی فطری ضروریات کو عزت،محبت اور ذمہ داری کے ساتھ پورا کر سکے۔

مرد کا عورت کی طرف اور عورت کا مرد کی طرف راغب ہونا ایک فطری بات ہے،مگر اگر اس جذبے کو صحیح حدود میں نہ رکھا جائے تو یہ انتشار،فساد اور اخلاقی زوال کا باعث بن سکتا ہے۔یہی حکمت ہے جس کی بنا پر اسلام نے نکاح کو محض ایک سماجی رسم نہیں،بلکہ ایک دینی اور فطری فریضہ بنایا تاکہ معاشرے میں پاکیزگی،استحکام اور وقار قائم رہے۔

اِرشادِ خداوندی ہے؛

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ........ 1

ترجمہ: لوگوں کے لیے ان چیزوں کی محبت خوشنما بنا دی گئی ہے جو ان کی نفسانی خواہش کے مطابق ہوتی ہے،یعنی عورتیں۔

انسانی فطرت میں جنس مخالف کی طرف کشش ایک قدرتی حقیقت ہے جو ازل سے چلی آ رہی ہے۔محبت،تعلق اور اپنی پسند کو پانے کی خواہش بعض اوقات انسان کو ایسے راستوں کی طرف لے جاتی ہے جو نہ صرف دینی اعتبار سے ممنوع ہیں بلکہ عقل بھی انہیں نامناسب سمجھتی ہے۔لیکن اگر اس جذبے کو مکمل طور پر دبانے یا نظر انداز کرنے کا مطالبہ کیا جائے تو یہ بھی فطرت کے خلاف ہو گا۔

اسلام،جو ایک فطری اور متوازن دین ہے،نے اس کشش کو اعتدال میں رکھنے کے لیے ایک خوبصورت اور پاکیزہ طریقہ نکاح کی صورت میں دیا ہے۔نکاح صرف جذبات کی تسکین کا ذریعہ نہیں بلکہ ایک خوشحال اور متوازن معاشرے کی بنیاد بھی ہے۔

آج کے دور میں مغربی دنیا میں "ذاتی آزادی" اور "پسند کی زندگی" کے نام پر ایسے رجحانات کو فروغ دیا جا رہا ہے جو انسانی فطرت کے برعکس ہیں۔ان نظریات نے رشتوں کے توازن کو بگاڑ کر ازدواجی زندگی کی اصل روح کو متاثر کر دیا ہے۔

اسی تناظر میں،پسند کی شادی کا رجحان بھی تیزی سے بڑھ رہا ہے اور اس کے شرعی جواز اور حدود پر گفتگو ضروری ہو چکی ہے۔اس تحریر کا مقصد یہی واضح کرنا ہے کہ اسلام مرد اور عورت کو اپنی پسند سے شادی کرنے کا حق کس حد تک دیتا ہے اور اس حق کو کن شرائط و اصولوں کے دائرے میں رکھا گیا ہے تاکہ فطری جذبات کی تکمیل بھی ہو اور شریعت کی حدود کا احترام بھی برقرار رہے۔

رسول اکرم ﷺ نے نکاح کی ترغیب کو دینِ اسلام کی بقا و استحکام کا ذریعہ ٹھہرایا اور اسے نبیوں کی سنت اور عفت و پاکیزگی کا ضامن گردانا۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي۔ 2

"اور میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں۔میرے طریقے سے جس نے بے رغبتی کی وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔"

اس حدیثِ مبارکہ میں نہ صرف نکاح کو ایک مستحسن عمل کے طور پر بیان کیا گیا بلکہ اس سے گریز کرنے کو سنتِ نبوی سے انحراف کے مترادف قرار دیا گیا۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ نکاح محض ایک معاشرتی بندھن نہیں بلکہ ایک روحانی فریضہ بھی ہے جو انسان کو عفت،پاکدامنی اور سکونِ قلب عطا کرتا ہے۔

علاوہ ازیں،رسولِ اکرم ﷺ نے نکاح کو بے حیائی اور فحاشی کے خلاف ایک مضبوط قلعہ قرار دیا۔

حضرت عبداللہؓ بن مسعود رضی اللہؓ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے؛

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَ أَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَ مَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ. 3

"رسول اللہؐ ﷺ نے فرمایا: "نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شخص جماع اور نکاح کے اخراجات کی استطاعت رکھتا ہو تو وہ شادی کرے،کیونکہ وہ نگاہوں کو نیچا رکھنے اور عفت و عصمت کی حفاظت کے لیے زیادہ مؤثر ہے اور جو شخص (عقد نکاح کی) استطاعت نہ رکھے تو وہ روزہ رکھے،کیونکہ یہ اس کی شہوت کم کرنے کا باعث ہے۔"

یوں نکاح فرد کی روحانی پاکیزگی کے ساتھ ساتھ معاشرتی طہارت و استحکام کا بھی ضامن بن جاتا ہے۔نکاح کے ذریعے انسان اپنی زندگی میں توازن قائم کرتا ہے اور ایک دوسرے کے حقوق و فرائض کا خیال رکھتے ہوئے اپنے دین کو بہتر سمجھنے اور عمل میں لانے کی کوشش کرتا ہے۔نکاح کے ذریعے انسان اپنے ذاتی،معاشرتی اور روحانی اہداف کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

شریعت اسلامیہ نے نکاح کو ایک مقدس اور جائز عمل قرار دیا ہے جس کے ذریعے مرد اور عورت کے درمیان قانونی و اخلاقی تعلق قائم ہوتا ہے. اس کے برعکس،زنا کو نہ صرف ممنوع قرار دیا ہے بلکہ اس سے شدید نفرت بھی ظاہر کی ہے کیونکہ یہ فعل فرد اور معاشرے کی اخلاقی قدروں کو پامال کرتا ہے۔ شریعت نے اس گناہ کی سنگینی کو اجاگر کرنے کے لیے عبرت ناک سزاؤں کا بھی تعین کیا ہے تاکہ لوگ اس سے بچیں اور معاشرتی فساد سے محفوظ رہیں۔اس طرح اسلام ایک طرف نکاح کے ذریعے جائز تعلقات کو فروغ دیتا ہے تو دوسری جانب زنا کی روک تھام کے لیے سخت قوانین بناتا ہے تاکہ معاشرتی نظام اور اخلاقی اقدار کی حفاظت کی جا سکے۔

اللہؐ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّه كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَ سَآءَ سَبِيْلًا۔ 4

ترجمہ: اور زنا کے پاس بھی نہ پھٹکو۔وہ یقینی طور پر بڑی بے حیائی اور بے راہ روی ہے۔

دوسری جگہ زنا کے متعلق واضح اور سنگین سزا کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

اَلزَّانِيَةُ وَ الزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّ لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ 5

ترجمہ: زانیہ عورت اور زانی مرد،دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو۔اور ان پر ترس کھانے کا جذبہ اللہؐ کے دین کے معاملے میں تم کو دامن گیر نہ ہو اگر تم اللہؐ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہو۔اور ان کو سزا دیتے وقت اہل ایمان کا ایک گروہ موجود رہے۔

نکاح کا حکم صرف شریعتِ اسلامیہ میں ہی نہیں،بلکہ یہ پہلے انبیاء علیہم السلام اور ان کی اُمتوں میں بھی حکم کیا گیا تھا،یہ تقریباًتمام انبیاء و رسل اور ان کی اُمت کا طور طریقہ رہ چکا ہے۔جیسا کہ اِرشادِباری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً ؕ وَ مَاكَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ۔ 6

ترجمہ: تم سے پہلے بھی ہم بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور ان کو ہم نے بیوی بچوں والا ہی بنایا تھا۔اور کسی رسول کی بھی یہ طاقت نہ تھی کہ اللہؐ کے اذن کے بغیر کوئی نشانی خود لا دکھاتا۔ہر دَور کے لیے ایک کتاب ہے۔

نکاح کو اللہؐ تعالیٰ نے محض ایک سماجی معاہدہ نہیں بلکہ ایک مقدس عبادت کا درجہ عطا کیا ہے،جس کے ذریعے نہ صرف انسانی نسل کی بقاء ممکن ہوتی ہے بلکہ عفت و عصمت کی حفاظت بھی یقینی بنتی ہے۔تمام آسمانی مذاہب میں نکاح کو جائز اور پسندیدہ قرار دیا گیا،اور اس کی حلت کو انسانی فطرت کے عین مطابق بنایا گیا۔قرآنِ حکیم میں نکاح کی اہمیت کو نہایت حکمت کے ساتھ اجاگر کیا گیا،اور سرورِکائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے اقوال و افعال کے ذریعے امت کو نکاح کی ترغیب دیتے ہوئے اسے نیکی اور روحانی سکون کا ذریعہ قرار دیا۔یوں نکاح نہ صرف ایک شرعی فریضہ ہے بلکہ ایک ایسی عبادت ہے جو بندے کو رب کے قریب کرنے اور معاشرتی استحکام کا ذریعہ بنتی ہے۔

پسند کی شادی کا مسئلہ ہمارے معاشرتی ڈھانچے میں ایک پیچیدہ اور متنازعہ پہلو اختیار کر چکا ہے۔اگرچہ شریعتِ اسلامیہ نے انسان کو یہ حق عطا کیا ہے کہ وہ اپنے شریکِ حیات کے انتخاب میں حقِ آزادی کا استعمال کرے،لیکن بدقسمتی سے ہمارے معاشرتی رویوں اور اخلاقی انحطاط نے اس حق کے حقیقی مفہوم کو مسخ کر دیا ہے۔ آج یہ مسئلہ محض ذاتی خواہشات کی تکمیل،نفسانی خواہشات کے حصول اور دوسروں کی عزت و وقار سے کھیلنے کا ذریعہ بن چکا ہے۔

شریعتِ مطہرہ نے پسند کی شادی کو اس بنیاد پر جائز قرار دیا کہ یہ ازدواجی تعلقات میں محبت،ہم آہنگی اور باہمی اعتماد کو فروغ دیتی ہے،لیکن اس کے لیے نہایت اہم اصول و ضوابط وضع کیے گئے ہیں۔نکاح کا مقصد محض جسمانی تعلقات کا قیام نہیں بلکہ دو خاندانوں کے مابین اتحاد،نسلِ انسانی کی پاکیزہ بقا اور معاشرتی نظام کی مضبوطی ہے۔جب کوئی شخص اس اجازت کو اپنی انا،خود غرضی یا عارضی جذبات کی تسکین کے لیے استعمال کرتا ہے تو وہ شریعت کے بنیادی مقاصد اور اخلاقی اقدار کی صریح خلاف ورزی کا مرتکب ہوتا ہے۔

مزید برآں،پسند کی شادی کے نام پر جو موجودہ رجحانات دیکھنے کو ملتے ہیں،وہ نہ صرف خاندانی نظام کو کمزور کر رہے ہیں بلکہ معاشرے میں فتنہ و فساد کا سبب بھی بن رہے ہیں۔نوجوان نسل شریعت کی حقیقی روح کو سمجھے بغیر مغربی ثقافت کی اندھی تقلید کرتے ہوئے اپنی روایات اور اقدار کو پامال کر رہی ہے۔

عزت و حرمت کے معیار کو بالائے طاق رکھ کر تعلقات استوار کیے جاتے ہیں،جو نہ صرف فرد بلکہ پورے معاشرتی ڈھانچے کے لیے نقصان دہ ثابت ہو رہے ہیں۔

لہٰذا ضروری ہے کہ معاشرہ اس مسئلے کی سنگینی کو سمجھے اور پسند کی شادی کو شریعت کے مقرر کردہ اصولوں کے دائرے میں رہتے ہوئے انجام دیا جائے۔ والدین اور اولاد کے درمیان مکالمے،اعتماد اور باہمی احترام کے ذریعے ایسے فیصلے کیے جائیں جو نہ صرف انفرادی بلکہ اجتماعی مفاد کے لیے سود مند ہوں۔ بصورتِ دیگر،یہ مسئلہ معاشرتی بگاڑ،اخلاقی انحطاط اور خاندانی نظام کے انہدام کا پیش خیمہ بن سکتا ہے۔

شریعت اسلامیہ نے انسانی فطرت کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے مرد و عورت دونوں کو نکاح کے انتخاب کا حق عطا کیا ہے،اور اس معاملے میں عورت کو بھی وہی آزادی اور اختیار دیا ہے جو مرد کو حاصل ہے،بشرطیکہ اس کے فیصلے شرعی حدود و قیود کے دائرے میں رہیں۔عاقلہ بالغہ عورت کے لیے یہ حق ایک ایسی نعمت ہے جس کے ذریعے وہ اپنی زندگی کے اس اہم ترین مرحلے کے لیے کسی ایسے مرد کا انتخاب کر سکتی ہے،جس کے ساتھ نکاح شرعاًجائز ہو اور جس کے ساتھ اس کی زندگی محبت،سکون اور ہم آہنگی پر مبنی ہو۔

قرآن مجید میں نکاح کے معاملات میں عورت کی رائے اور حیثیت کو نہایت اہمیت دی گئی ہے۔سورۃ النساء اور دیگر مقامات پر نکاح کی نسبت عورت کی طرف کی گئی ہے،جو اس امر کی عکاسی کرتی ہے کہ اسلام نے عورت کو ایک انسان کی حیثیت سے اس کے حقوق کی مکمل پاسداری دی ہے،نہ کہ اسے محض ایک تابع یا بے اختیار مخلوق تصور کیا ہے۔چنانچہ اِرشادِباری تعالیٰ ہے کہ:

وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ یَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَیْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ [7]

ترجمہ: اور جب تم نے عورتوں کو طلاق دے دی ہو،اور وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں،تو (اے میکے والو!) انہیں اس بات سے منع نہ کرو کہ وہ اپنے (پہلے) شوہروں سے (دوبارہ) نکاح کریں،بشرطیکہ وہ بھلائی کے ساتھ ایک دوسرے سے راضی ہو گئے ہوں۔

نبی اکرم ﷺ کے ارشادات بھی اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ کسی عاقلہ بالغہ عورت کو اس کی مرضی کے خلاف شادی پر مجبور کرنا شریعت کے اصولوں کے خلاف ہے،جیسا کہ ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا: أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ، قَالَ: لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ، وَ لَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَ كَيْفَ إِذْنُهَا؟ قَالَ: أَنْ تَسْكُتَ. [8]

"نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیوہ عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت نہ لی جائے اور کنواری عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت نہ مل جائے۔صحابہ نے کہا کہ یا رسول اللہؐ! کنواری عورت اذن کیونکر دے گی۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی صورت یہ ہے کہ وہ خاموش رہ جائے۔یہ خاموشی اس کا اذن سمجھی جائے گی۔

تاہم،اس اختیار کا استعمال شریعت کے عمومی مقاصد اور اخلاقی حدود کے تابع ہونا ضروری ہے۔نکاح کو محض ذاتی خواہشات یا وقتی جذبات کی بنیاد پر انجام دینا شریعت کے اس خوبصورت نظام کے ساتھ ظلم کے مترادف ہے،جو نکاح کو محبت،وفاداری اور معاشرتی استحکام کا ذریعہ بناتا ہے۔عورت کی مرضی کا احترام والدین اور سرپرستوں پر بھی لازم ہے،لیکن عورت پر بھی واجب ہے کہ وہ اپنے انتخاب میں حکمت،دیانت اور شریعت کے اصولوں کو مدنظر رکھے،تاکہ یہ فیصلہ نہ صرف اس کی ذاتی زندگی بلکہ معاشرتی فلاح و بہبود کے لیے بھی سودمند ثابت ہو۔

یہ اصول اسلام کے عادلانہ نظامِ حیات کا مظہر ہے،جو نہ صرف عورت کو اس کے حقوق فراہم کرتا ہے بلکہ معاشرے میں ہر فرد کی عزت و حرمت کو بھی یقینی بناتا ہے۔اس لیے نکاح کے اس حق کا استعمال صرف شریعت کی رہنمائی اور اخلاقی حدود کے دائرے میں رہ کر ہی انسانیت کی بھلائی کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

عورت کی رضامندی سے رشتہ طے کرنا:

حضرت خنساء بنت خذام رضی اللہؓ تعالیٰ عنہا کا واقعہ یہ ہے کہ ان کے والد نے ان کا نکاح ان کی مرضی کے بغیر کر دیا جبکہ وہ ثیبہ تھیں۔انہیں یہ نکاح پسند نہیں آیا،تو انہوں نے رسول اللہؐ ﷺ کے سامنے اپنی شکایت پیش کی۔نبی کریم ﷺ نے ان کی بات سن کر ان کا نکاح ختم کر دیا۔

جیسا کہ روایت میں ہے:

عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ الْأَنْصَارِيَّةِ، أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَ هْيَ ثَيِّبٌ، فَكَرِهَتْ ذَلِكَ، فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ، فَرَدَّ نِكَاحَهُ. [9]

"خنساء بنت خذام انصاریہ رضی اللہؓ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ ان کے والد نے ان کا نکاح کر دیا تھا،وہ ثیبہ تھیں،انہیں یہ نکاح منظور نہیں تھا،اس لیے رسول اللہؐ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں،آنحضرت ﷺ نے اس نکاح کو فسخ کر ڈالا۔"

یہ واقعہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ اسلام میں عورت کی مرضی کے بغیر نکاح نہیں کیا جا سکتا،اور ایک بالغ عورت کو اپنے نکاح کے فیصلے میں پورا اختیار حاصل ہے۔

قرآن کریم نے انسانی فطرت اور سماجی تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے پسند کی شادی کا حق دے کر مرد و زن پر ایک عظیم احسان کیا ہے۔اس کے ذریعے انہیں اپنی زندگی کے سب سے اہم فیصلے میں اختیار اور آزادی عطا کی گئی ہے،تاکہ وہ اپنی مرضی سے اپنے لیے مناسب شریک حیات کا انتخاب کر سکیں۔تاہم، ہمارے معاشرے میں یہ اہم حق اکثر والدین کی ذاتی پسند و ناپسند کی بھینٹ چڑھ جاتا ہے۔

بے شک والدین کی رضامندی اور مشورہ اس معاملے میں نہایت اہمیت کا حامل ہے،کیونکہ والدین کا تجربہ اور بصیرت اولاد کے لیے رہنمائی کا ذریعہ بن سکتی ہے۔لیکن والدین کو یہ بات بھی پیش نظر رکھنی چاہیے کہ قرآن کریم نے اس معاملے میں زبردستی یا جبر کو سخت ناپسند کیا ہے۔اپنی مرضی اور خواہشات کو اولاد پر مسلط کرنا نہ صرف اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے بلکہ یہ اولاد کے جذبات اور ان کے مستقبل پر منفی اثر ڈال سکتا ہے۔

لہٰذا،والدین کا فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کی پسند کا احترام کریں اور قرآن کے ان احکام کو اپنی رہنمائی بنائیں جو عدل،شفقت اور خیرخواہی پر مبنی ہیں۔ شادی جیسے حساس معاملے میں توازن،مشاورت اور قرآن کی تعلیمات کی روشنی ہی حقیقی کامیابی کا ضامن ہے۔جیسا کہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ۚ [10]

" عورتوں میں سے کسی سے نکاح کر لو جو تمہیں پسند آئیں دو دو سے،تین تین سے،اور چار چار سے۔"

نکاح سے قبل عورت کو دیکھنا:

اسلام میں تو عورت سے نکاح کرنے سے قبل اسکو ایک نظر دیکھ لینے کا حکم بھی موجود ہے جس سے دونوں میں اُلفت اور ایک دوسرے کے ساتھ لگاؤ ہو جانے کا اشارہ ملتا ہے،چنانچہ روایت میں آیا ہے کہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: أَنَظَرْتَ إِلَيْهَا؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَاذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا، فَإِنَّ فِي أَعْيُنِ الْأَنْصَارِ شَيْئًا. [11]

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہؓ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا: میں نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر تھا،آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور بتایا کہ اس نے انصار کی ایک عورت سے نکاح (طے) کیا ہے۔تو رسول اللہؐ ﷺ نے اس سے فرمایا: "کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟"اس نے جواب دیا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جاؤ اور اسے دیکھ لو کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ ہے۔"

اسی طرح کی ایک اور روایت میں شادی سے قبل لڑکی کو دیکھ لینے کا حکم واضح کیا گیا ہے؛

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: إِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ، فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى مَا يَدْعُوهُ إِلَى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ، قَالَ: فَخَطَبْتُ جَارِيَةً، فَكُنْتُ أَتَخَبَّأُ لَهَا حَتَّى رَأَيْتُ مِنْهَا مَا دَعَانِي إِلَى نِكَاحِهَا وَتَزَوُّجِهَا فَتَزَوَّجْتُهَا. [12]

"حضرت جابر بن عبداللہؓ رضی اللہؓ عنہ بیان کرتے ہیں،رسول اللہؐ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجے' اگر ممکن ہو تو اس کی وہ چیز دیکھ لے جو اس کے نکاح کی داعی ہے (قد و قامت اور حسن و جمال وغیرہ۔)

(حضرت جابر) کہتے ہیں کہ پھر میں نے ایک لڑکی کے لیے نکاح کا پیغام بھیجا تو میں اس کے لیے چھپا کرتا تھا حتیٰ کہ میں نے اسے دیکھ لیا جس سے مجھے اس کے ساتھ نکاح کرنے کی رغبت ہوئی' چنانچہ میں نے اس سے شادی کر لی۔"

ایک اور روایت میں لڑکی سے نکاح سے پہلے اجازت طلب کرنا اور اس کی مرضی معلوم کرنا واضح طور پر بیان کیا گیا ہے؛

"رسول اللہؐ ﷺ نے فرمایا: "ثیبہ" (شوہر دیدہ عورت خواہ بیوہ ہو یا مطلقہ) کا نکاح نہ کیا جائے جب تک کہ اس کی رضا مندی حاصل نہ کر لی جائے،اور کنواری عورت کا نکاح نہ کیا جائے جب تک کہ اس کی اجازت نہ لے لی جائے اور اس کی اجازت خاموشی ہے۔" [13]

عصرِ حاضر کے مسائل:

دورِ حاضر میں نکاح اور خاص طور پر پسند کے نکاح میں سب سے بڑی رکاوٹ خاندان اور گھر والوں کی طرف سے یہ ہوتی ہے کہ لڑکا ابھی اِس قابل ہوا نہیں یا پھر یہ کہ ابھی معاشی طور پر مستحکم نہیں،جبکہ یہ باتیں اور حیلے بہانے نوجوان نسل کو زنا کے قریب اور نکاح سے دور کر رہے ہیں کیونکہ اس معاشرہ

میں بد قسمتی سے زنا آسان اور عام جبکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق نکاح مُشکل اور دُشوار بنا دیا گیا ہے؛اس کے برعکس قرآنی تعلیمات ہمیں یہ درس دیتی ہیں کہ

وَ اَنۡکِحُوا الۡاَیَامٰی مِنۡکُمۡ وَ الصّٰلِحِیۡنَ مِنۡ عِبَادِکُمۡ وَ اِمَآئِکُمۡ ؕ اِنۡ یَّکُوۡنُوۡا فُقَرَآءَ یُغۡنِہِمُ اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ۔ [14]

ترجمہ: اور تم اپنے مردوں اور عورتوں میں سے ان کا نکاح کر دیا کرو جو (عمرِنکاح کے باوجود) بغیر ازدواجی زندگی کے (رہ رہے) ہوں اور اپنے باصلاحیت غلاموں اور باندیوں کا بھی (نکاح کر دیا کرو)،اگر وہ محتاج ہوں گے (تو) اللہؓ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے گا،اور اللہؓ بڑی وسعت والا بڑے علم والا ہے۔

ایک صحیح حدیث جس سے یہ سبق ملتا ہے کہ وہ شخص جس کو گناہ یا زنا کا خطرہ ہو اور وہ پاکدامنی حاصل کرنے کے لئے اور اپنی خواہش کو حلال و طیب طریقے سے پورا کرنا چاہتا ہے تو اللہؓ تعالیٰ اس کی مدد کرتے ہیں اور ضرور اُس کے لیے کوئی نہ کوئی راہ نکل آتی ہے،چنانچہ روایت میں آیا ہے کہ؛

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ حَقٌّ عَلَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ عَوْنُهُ الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالنَّاكِحُ الَّذِي يُرِيدُ الْعَفَافَ وَ الْمُكَاتَبُ الَّذِي يُرِيدُ الْأَدَاءَ۔ [15]

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہؓ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "تین شخص ایسے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کی مدد کرنا اللہؓ تعالیٰ پر ضروری ہے: اللہؓ کے راستے میں جہاد کرنے والا،وہ نکاح کرنے والا جو گناہ سے بچنا چاہتا ہے اور وہ غلام جس نے اپنے مالک سے آزادی کا معاہدہ کر رکھا ہے اور اس کی نیت معاہدہ پورا کرنے کی ہے۔"

پسند کی شادی اور حق مہر کا مسئلہ:

دوسری جانب ہمیں ایک صحیح حدیث میں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ایک شخص جس کے پاس دنیاوی ساز و سامان کے لحاظ سے کُچھ بھی نہیں یہاں تک کہ ایک لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں،آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے اس کا بھی نکاح اُسکی پسند کے مطابق کروایا۔چنانچہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہؓ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

"ایک خاتون رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؓ! میں آپ کی خدمت میں اپنے آپ کو ہبہ کرنے کے لیے آئی ہوں۔آنحضرت ﷺ نے ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور پھر نظر نیچی کر لی اور سر جھکا لیا۔جب اس خاتون نے دیکھا کہ ان کے بارے میں کوئی فیصلہ آنحضرت ﷺ نے نہیں فرمایا تو وہ بیٹھ گئی۔پھر آنحضرت ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صاحب اٹھے اور عرض کیا: یا رسول اللہؓ! اگر آپ کو ان کی ضرورت نہیں ہے تو میرے ساتھ ان کا نکاح کر دیں۔آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا تمہارے پاس کچھ (مہر کے لیے) بھی ہے۔انہوں نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہؓ،اللہؓ کی قسم! تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا اپنے گھر جاؤ اور دیکھو شاید کوئی چیز ملے،وہ صاحب گئے اور واپس آ گئے اور عرض کیا نہیں،اللہؓ کی قسم! یا رسول اللہؓ! مجھے وہاں کوئی چیز نہیں ملی۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر دیکھ لو ایک لوہے کی انگوٹھی ہی سہی۔وہ صاحب گئے اور پھر واپس آ گئے اور عرض کیا نہیں،اللہؓ کی قسم،یا رسول اللہؓ! لوہے کی ایک انگوٹھی بھی مجھے نہیں ملی۔البتہ یہ ایک تہبند میرے پاس ہے۔حضرت سہل رضی اللہؓ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی چادر بھی (اوڑھنے کے لیے) نہیں تھی۔اس صحابی نے کہا کہ خاتون کو اس میں سے آدھا پھاڑ کر دے دیجیے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اس تہبند کا وہ کیا کرے گی۔اگر تم اسے پہنتے ہو تو اس کے قابل نہیں رہتا اور اگر وہ پہنتی ہے تو تمہارے قابل نہیں۔پھر وہ صاحب بیٹھ گئے کافی دیر تک بیٹھے رہنے کے بعد اٹھے۔آنحضرت ﷺ نے انہیں جاتے ہوئے دیکھا تو بلوایا۔جب وہ حاضر ہوئے تو آپ نے دریافت فرمایا کہ تمہیں قرآن مجید کتنا یاد ہے؟ انہوں نے بتلایا کہ فلاں،فلاں،فلاں سورتیں مجھے یاد ہیں۔انہوں نے ان کے نام گنائے۔آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم انہیں زبانی پڑھ لیتے ہو؟ عرض کیا جی ہاں۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا جاؤ تمہیں قرآن مجید کی جو سورتیں یاد ہیں ان کے بدلہ میں میں نے اسے تمہارے نکاح میں دے دیا۔" [16]

پسند کی شادی اسلامی نقطہ نظر سے جائز ہے بشرطیکہ اس کی بنیاد شرعی اصولوں پر استوار ہو۔اللہؓ کی رضا اور اس کی ہدایات کے مطابق رشتہ انتخاب میں عقل و فہم کے ساتھ ساتھ دینی اقدار کو مقدم رکھنا ضروری ہے۔اسلامی تعلیمات ہمیں یہ سکھاتی ہیں کہ کسی فرد کا مال و دولت،جمال و صورت،یا نسب و خاندان پر نظر ڈالنے سے پہلے اُس کی دین داری اور تقویٰ کو اولیت دی جانی چاہیے۔

احادیثِ مبارکہ میں مختلف مقامات پر اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ کسی انسان کا ایمان،اس کا کردار اور اُس کی دینداری ہی وہ معیار ہونے چاہیے جو رشتہ کے انتخاب میں فیصلہ کن ہوں۔

البتہ،دین داری کے ساتھ ساتھ،اخلاقی اقدار،روحانی ہم آہنگی اور دونوں فریقین کے خاندانوں کا معاشرتی تعلق بھی ایک اہمیت رکھتا ہے۔تاہم،ان تمام معاملات میں شریعت کی حدود کی رعایت رکھی جائے اور دینی،اخلاقی اور روحانی معیاروں کو ہی ترجیح دی جائے،تاکہ ازدواجی زندگی خوشگوار اور کامیاب ہو۔

احادیث میں اس کو بڑی وضاحت اور تفصیل سے بیان کیا گیا ہے؛

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ، قَالَ: تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا، وَ لِحَسَبِهَا، وَ لِجَمَالِهَا، وَ لِدِينِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ۔ [17]

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہؓ تعالیٰ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی،آپ نے فرمایا: "عورت کے ساتھ چار باتوں کی بنا پر شادی کی جاتی ہے: اس کے مال کی وجہ سے،اس کے حسب کی وجہ سے،اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے۔تم دین والی کے ساتھ (شادی کر کے) ظفر مند بنو (کامیابی حاصل کرو) تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں۔"(یہ اس بات سے کنایہ ہے کہ تم ہمیشہ کام کرتے رہو۔)

نکاح کثرتِ اولاد اور محبت کا ذریعہ:

ایک اور روایت میں رسول اللہؐ ﷺ نے نکاح کی ترغیب دیتے ہوئے زیادہ بچے پیدا کرنے والی اور زیادہ محبت کرنے والی عورت کا انتخاب کرنے کی تلقین فرمائی۔حضرت معقل بن یسار رضی اللہؓ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے؛

"ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: مجھے ایک عورت ملی ہے جو عمدہ حسب اور حسن و جمال والی ہے مگر اس کے اولاد نہیں ہوتی۔تو کیا میں اس سے شادی کر لوں؟آپ نے فرمایا: "نہیں۔"پھر وہ دوبارہ آیا،تو آپ نے منع فرما دیا۔پھر وہ تیسری بار آیا تو آپ نے فرمایا: "ایسی عورتوں سے شادی کرو جو بہت محبت کرنے والی اور بہت بچے جننے والی ہوں۔بلاشبہ میں تمہاری کثرت سے دیگر امتوں پر فخر کرنے والا ہوں۔" [18]

اسلام نے نکاح اور محبت کی شادی پر جو زور دیا ہے،وہ اس کی انفرادیت اور خصوصیت کو اجاگر کرتا ہے۔اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان کی ذاتی اور اجتماعی زندگی میں اس کی رضا اور فلاح کا بھرپور خیال رکھا جائے۔اسلامی تعلیمات میں نکاح کو ایک مقدس معاہدہ قرار دیا گیا ہے،جس میں دونوں فریقین کی رضامندی اور محبت کو مرکزی حیثیت دی گئی ہے۔اس طرح کی شادی نہ صرف فرد کی نجی زندگی کی تکمیل کرتی ہے،بلکہ ایک مضبوط اور مستحکم معاشرتی ڈھانچے کی بنیاد بھی فراہم کرتی ہے۔

اسلام میں محبت اور نکاح کو ایک روحانی اور اخلاقی تعلق کے طور پر دیکھنے کی اہمیت ہے،جو کہ نہ صرف دنیاوی کامیابی کا ضامن ہے بلکہ آخرت میں بھی سکون اور کامیابی کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔اس کے برعکس،دوسرے مذاہب یا شریعتوں میں اس قدر اہمیت اور تفصیل سے نکاح اور محبت کی شادی پر توجہ نہیں دی گئی،جو کہ اسلام کی ایک منفرد خصوصیت ہے۔اسلام نے انسان کی تمام ذاتی،اخلاقی اور معاشرتی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے نکاح کو ایک ایسا طریقہ کار بنایا ہے،جس سے فرد اور معاشرہ دونوں فائدہ اٹھا سکیں۔اس بارے میں اِرشادِ نبوی ہے:

"آپس میں محبت رکھنے والوں کے لیے نکاح جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی گئی۔" [19]

مندرجہ بالا حدیث کا حاصل یہ ہے کہ نکاح جیسا پاکیزہ اور مقدس بندھن انسانی تعلقات میں محبت،الفت اور قلبی سکون کے لیے سب سے عظیم ذریعہ ہے۔یہ نہ صرف دو دلوں کے باہمی ربط کو قانونی اور شرعی حیثیت عطا کرتا ہے بلکہ ان کے جذبات اور احساسات کو پاکیزگی اور ذمہ داری کے دائرے میں مقید کر دیتا ہے۔محبت کرنے والے افراد کے لیے نکاح وہ فطری اور مستحکم راستہ ہے جو ان کے جذبات کو نہ صرف احترام بخشتا ہے بلکہ انہیں زندگی کی حقیقتوں کے ساتھ ہم آہنگ بھی کرتا ہے۔نکاح محبت کو بکھرنے سے بچا کر اسے دوام اور پائیداری عطا کرتا ہے اور اس تعلق کو ایک مضبوط خاندانی نظام کی بنیاد پر استوار کرتا ہے۔

نکاح سے بے رغبتی گناہ:

دوسری طرف دیکھیں تو نکاح سے بے رغبتی کرنے والوں کے بارے میں آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا کہ ان سے میرا کوئی تعلق نہیں؛

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ سَأَلُوا أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَنْ عَمَلِهِ فِي السِّرِّ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا أَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، وَ قَالَ بَعْضُهُمْ: لَا آكُلُ اللَّحْمَ، وَ قَالَ بَعْضُهُمْ: لَا أَنَامُ عَلَى فِرَاشٍ، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ. فَقَالَ: مَا بَالُ أَقْوَامٍ قَالُوا كَذَا وَ كَذَا؟ لَكِنِّي أُصَلِّي وَ أَنَامُ، وَ أَصُومُ وَ أُفْطِرُ، وَ أَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي۔ [20]

"حضرت انس رضی اللہؓ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے نبی ﷺ کی ازواج مطہرات سے آپ کی تنہائی کے معمولات کے بارے میں سوال کیا،پھر ان میں سے کسی نے کہا: میں عورتوں سے شادی نہیں کروں گا،کسی نے کہا: میں گوشت نہیں کھاؤں گا،اور کسی نے کہا: میں بستر

پر نہیں سوؤں گا۔(آپ کو پتہ چلا) تو آپ ﷺ نے اللہؐ کی حمد کی،اس کی ثنا بیان کی اور فرمایا: "لوگوں کا کیا حال ہے؟انہوں نے اس اس طرح سے کہا ہے۔لیکن میں تو نماز پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں،روزے رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں،جس نے میری سنت سے رغبت ہٹا لی وہ مجھ سے نہیں۔"

نکاح میں ہمسری ہو:

ایک بات خوب اچھے سے سمجھ لینا ضروری ہے کہ جہاں شریعتِ مطہرہ نے نکاح کی ترغیب دی اور نکاح کرنے کا حکم دیا وہیں پر اپنی برابری، میل جول اور جوڑ کے فریق کے ساتھ نکاح کرنے کا حکم بھی موجود ہے۔بے جوڑ اور بے ڈھنگ رشتوں کی ممانعت کی گئی ہے،اگر دونوں خاندانوں میں باہمی سمجھ بوجھ اور اتفاقِ رائے نہیں ہو گی،اسی طرح اگر میاں بیوی میں نظریات اور ذہنی طور پر ہم آہنگی نہ ہو یہ دونوں خاندانوں کے لئے توڑ اور فساد کا باعث بن سکتا ہے،جیسا کہ اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے؛

"رسول اللہؐ ﷺ نے فرمایا: "جب تمہیں کوئی ایسا شخص شادی کا پیغام دے،جس کی دین داری اور اخلاق سے تمہیں اطمینان ہو تو اس سے شادی کر دو۔اگر ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ اور فساد عظیم برپا ہو گا۔" [21]

رسول اکرم ﷺ نے نکاح کے لیے جو معیار متعین فرمایا،وہ محض دنیاوی جاہ و جلال یا مادی حیثیت پر مبنی نہ تھا بلکہ دینداری اور اخلاقی برتری کو اس کا پیمانہ ٹھہرایا۔افسوس کہ آج امت مسلمہ نے اس نبوی معیار کو پس پشت ڈال کر دولت،حسب و نسب اور دنیاوی آسائشوں کو ترجیح دے دی ہے جس کے نتیجے میں معاشرے میں بگاڑ،فتنہ و فساد اور بے راہ روی عام ہو چکی ہے۔

والدین اپنی بیٹیوں کو مالدار رشتوں کے انتظار میں گھر کی دہلیز پر بوڑھا کر دیتے ہیں،جبکہ دوسری جانب لڑکوں کے والدین غربت کو بنیاد بنا کر نیک سیرت مگر تنگدست لڑکیوں کو رد کر دیتے ہیں۔اس غیر فطری طرزِ عمل نے نکاح کو ایک مشکل امر بنا دیا ہے اور جب نکاح مشکل ہو جائے تو بدکاری اور بے حیائی کا فروغ ناگزیر ہو جاتا ہے۔

یہی وہ معاشرتی بے راہ روی ہے جس کے متعلق نبی کریم ﷺ نے متنبہ فرمایا تھا کہ اگر دینداری اور حسنِ اخلاق کو معیار نہ بنایا گیا تو زمین پر فتنہ و فساد برپا ہو جائے گا۔آج ہم اسی دوراہے پر کھڑے ہیں،جہاں نکاح جیسی مقدس سنت کو دنیاوی پیمانوں میں جکڑ کر نفس پرستی کو عام کیا جا رہا ہے۔اصلاح کی سبیل یہی ہے کہ ہم اپنے رجحانات کو اسوۂ نبوی ﷺ کے تابع کر دیں اور نکاح کو اس کی اصل روح کے ساتھ آسان بنائیں،ورنہ نتائج وہی ہوں گے جو آج ہمارے سامنے ہیں— اخلاقی زوال،بے حیائی اور معاشرتی انتشار۔

نکاح کیوں کر مشکل ہو گیا:

دورِحاضر میں نت نئی رسومات اور رواجوں کی وجہ سے نکاح کرنا اور بھی زیادہ مُشکِل ہو گیا ہے۔برادری میں ناک قائم رکھنے کے لئے اور اپنے سر پر رکھی ہوئی پگڑی کے طرا کو مزید اونچا کرنے کی خاطر خواہ مخواہ کی رسومات ادا کی جاتی ہیں۔اس بے ہنگم اور کبھی نہ ختم ہونے والی دوڑ میں غریب اور متوسط طبقہ کے لوگ نکاح جیسی عظیم نعمت اور ایک حکمِ الٰہی کو بجا لانے سے بھی قاصر ہیں۔

ظاہر ہے کہ ہر باپ اپنی بیٹی کے لئے ایک اچھے اور روشن مستقبل کے خواب اپنی آنکھوں میں سجائے بیٹھا ہے،وہ اپنی نازوں میں پلی بڑھی بیٹی گویا کہ اپنے جگر کا ٹکڑا یونہی کسی کو کیسے دے سکتا،تو وہ بڑے غور و خوض سے فیصلہ کرتا ہے لیکن اس دوران بھی وہ دنیا اور دنیا کے مال و اسباب کو مدِ نظر رکھتے ہوئے فیصلہ کرتا ہے جبکہ اسلامی تعلیمات میں سب سے زیادہ دین داری اور تقویٰ و پرہیز گاری کو اہمیت دی گئی ہے۔

اس کی ایک روشن اور واضح مثال ہمیں صحابیات کی زِندگی سے ملتی ہے کہ اُنہوں نے ہمیشہ اسلام،ایمان اور حیا کو معیار بنایا جبکہ اُن کے ہاں دنیاوی مال و متاع اور آسائشیں کوئی معنی نہیں رکھتی تھیں؛

عَنْ أَنَسٍ قَالَ تَزَوَّجَ أَبُو طَلْحَةَ أُمَّ سُلَيْمٍ فَكَانَ صِدَاقُ مَا بَيْنَهُمَا الْإِسْلَامَ أَسْلَمَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ قَبْلَ أَبِي طَلْحَةَ فَخَطَبَهَا فَقَالَتْ إِنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ فَإِنْ أَسْلَمْتَ نَكَحْتُكَ فَأَسْلَمَ فَكَانَ صِدَاقَ مَا بَيْنَهُمَا. [22]

"حضرت انس رضی اللہؐ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہؐ تعالیٰ عنہ نے (میری والدہ) حضرت ام سلیم رضی اللہؐ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا تو ان دونوں کے درمیان (ابو طلحہ کا) اسلام لانا ہی حق مہر قرار پایا۔(دراصل) ام سلیم رضی اللہؐ تعالیٰ عنہا حضرت ابوطلحہ سے پہلے مسلمان ہو گئی تھیں۔حضرت

ابوطلحہ نے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا تو وہ کہنے لگیں: میں تو مسلمان ہو چکی ہوں اگر تم بھی مسلمان ہو جاؤتو میں تم سے نکاح کر لوں گی۔تب وہ مسلمان ہو گئے۔ چنانچہ وہی (ان کا مسلمان ہونا ہی) ان دونوں کے درمیان حق مہر مقرر ہوا۔"

یہ تھی رسول اللہ ﷺ کی مکتبِ تربیت میں پروان چڑھی ہوئی وہ عظیم المرتبت خاتون،جس نے دنیا کی ظاہری چمک دمک کو پائے استحقار سے ٹھکرا کر اخلاص و دیانت کی معراج کو اپنا نصب العین بنایا۔اس کے لیے دنیاوی مال و زر کی کوئی وقعت نہ تھی،نہ جاہ و منصب کی کوئی کشش اور نہ ہی زرق و برق زندگی کی کوئی تمنا۔

جب حضرت ابو طلحہ رضی اللہؓ تعالیٰ عنہ کا رشتہ پیش ہوا،تو وہ جانتی تھیں کہ ان کے پاس دولت و ثروت تو ہے،مگر وہ دولت جسے حقیقی وقار اور دائمی بلندی عطا کرتی ہے (یعنی اسلام) وہ ان کے دامن میں نہیں۔پس یہ عظیم خاتون اپنے رب کی رضا کے لیے،اپنے دین کی سربلندی کے لیے اور اپنی عاقبت کے سنوارنے کے لیے وہ غیر معمولی فیصلہ کرتی ہیں جو آج کی دنیاوی معیار پرست نظروں کو باعثِ تعجب محسوس ہو۔وہ دنیاوی مال و زر کے بجائے حضرت ابو طلحہ کے قبولِ اسلام کو ہی اپنے حق مہر کے طور پر تسلیم کر لیتی ہیں اور یوں ایک ایسی مثال قائم کر دیتی ہیں جو رہتی دنیا تک حق و صداقت کے متلاشیوں کے لیے مشعلِ راہ رہے گی۔

یہی وہ روحانی بصیرت تھی جو نبوی تربیت کا خاصہ تھی،یہی وہ فکری بلندی تھی جو دنیا کو محض ایک عارضی سرائے سمجھنے کا ہنر سکھاتی تھی اور یہی وہ طرزِ عمل تھا جو بتاتا تھا کہ حقیقی دولت ایمان کی دولت ہے اور حقیقی رشتہ وہی ہے جو عقیدہ و دین کے مضبوط رشتے میں پرویا جائے۔

پسندیدہ عورتیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ تُنْكَحُ النِّسَاءُ لِأَرْبَعَةٍ لِمَالِهَا وَ لِحَسَبِهَا وَ لِجَمَالِهَا وَ لِدِينِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ. 23

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہؓ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "عورتوں سے چار وجوہات کی بنا پر نکاح کیا جاتا ہے: مال کی بنا پر،حسب و نسب کی بنا پر،خوبصورتی کی بنا پر۔تُو دین والی کو حاصل کر،تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔"

اسی طرز کا ایک نکاح اور رشتہ ازدواج قرآن مجید میں بھی مذکور ہے کہ جہاں دنیا کے مال و اسباب اور عہدوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے' دین داری، تقویٰ،خوفِ خدا،پرھیزگاری اور حیا کی بُنیاد پر رشتہ قائم کیا گیا۔جس کا سارا نقشہ اور خاکہ بڑی وضاحت اور تفصیل کے ساتھ انتہائی دلکش اور لطیف اندازِبیان میں پیش کیا گیا ہے:

وَ لَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدۡیَنَ وَجَدَ عَلَیۡهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ یَسۡقُوۡنَ ۬۫ وَ وَجَدَ مِنۡ دُوۡنِهِمُ امۡرَاَتَیۡنِ تَذُوۡدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطۡبُکُمَا ؕ قَالَتَا لَا نَسۡقِیۡ حَتّٰی یُصۡدِرَ الرِّعَآءُ ٜ وَ اَبُوۡنَا شَیۡخٌ کَبِیۡرٌ. 24

ترجمہ: اور جب وہ مدین کے کنوئیں پر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ بہت سے لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں اور ان سے الگ ایک طرف دو عورتیں اپنے جانوروں کو روک رہی ہیں۔موسیٰ (علیہ السلام) نے ان عورتوں سے پوچھا "تمہیں کیا پریشانی ہے؟"انہوں نے کہا "ہم اپنے جانوروں کو پانی نہیں پلا سکتیں جب تک یہ چرواہے اپنے جانور نہ نکال لے جائیں،اور ہمارے والد ایک بہت بوڑھے آدمی ہیں۔"

جب حضرت موسیٰؑ علیہ السلام،جو اس وقت مسافرت اور اجنبیت کی حالت میں تھے ایک چشمہ پر پہنچے اور دو باحیا خواتین کو دیکھا کہ وہ اپنی بکریوں کو پانی پلانے سے قاصر ہیں کیونکہ مردوں کا ہجوم کنویں پر قابض تھا تو ان کے فطری مروّت،جوانمردی اور ہمدردی نے گوارا نہ کیا کہ یہ ناتواں عورتیں بے یار و مددگار کھڑی رہیں۔

فَسَقٰی لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰۤی اِلَی الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّیۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ. 25

ترجمہ: یہ سن کر موسیٰ (علیہ السلام) نے ان کے جانوروں کو پانی پلا دیا،پھر ایک سائے کی جگہ جا بیٹھا اور بولا "پروردگار،جو خیر بھی تو مجھ پر نازل کر دے میں اس کا محتاج ہوں۔

آپ علیہ السلام نے اپنی قوت اور اخلاقی برتری کا مظاہرہ کرتے ہوئے بغیر کسی نمود و نمائش کے ان کے جانوروں کو پانی پلایا اور پھر ایک درخت کے نیچے جا بیٹھے،اپنے رب کی بارگاہ میں اپنی غربت،فقر اور محتاجی کی فریاد کی،جو ایک عاشق صادق کی التجا تھی۔

فَجَآءَتۡهُ اِحۡدٰىهُمَا تَمۡشِیۡ عَلَی اسۡتِحۡیَآءٍ ۫ قَالَتۡ اِنَّ اَبِیۡ یَدۡعُوۡکَ لِیَجۡزِیَکَ اَجۡرَ مَا سَقَیۡتَ لَنَا ؕ فَلَمَّا جَآءَهٗ وَ قَصَّ عَلَیۡهِ الۡقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفۡ ٝ نَجَوۡتَ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ. 26

ترجمہ: (کچھ دیر نہ گزری تھی کہ) ان دونوں عورتوں میں سے ایک شرم و حیا کے ساتھ چلتی ہوئی اس کے پاس آئی اور کہنے لگی "میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں تاکہ آپ نے ہمارے لیے جانوروں کو پانی جو پلایا ہے اس کا اجر آپ کو دیں۔"موسی (علیہ السلام) جب اس کے پاس پہنچا اور اپنا سارا قصہ اسے سنایا تو اس نے کہا "کچھ خوف نہ کرو،اب تم ظالم لوگوں سے بچ نکلے ہو۔"

یہی عمل،جو بظاہر ایک سادہ سی نیکی نظر آتا ہے،درحقیقت آپ علیہ السلام کے عظیم اخلاق اور بلند کردار کی شہادت تھا جس نے نہ صرف ان خواتین پر بلکہ ان کے والد، شیخ مدین پر بھی گہرا اثر ڈالا۔جب ان میں سے ایک دوشیزہ،جس کے دامن میں حیا اور عفت کا جوہر اپنی پوری تابانی سے روشن تھا،شرم و حجاب کی چادر میں لپٹی ہوئی انتہائی ادب و وقار کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانے کے لیے آئی تو اس کی طہارتِ نفس،شائستگی،نسوانی نزاکت اور باوقار انداز نے گویا آپ علیہ السلام کے دل میں ایک انِ مٹ نقش چھوڑ دیا۔

قَالَ اِنِّیۡۤ اُرِیۡدُ اَنۡ اُنۡکِحَکَ اِحۡدَی ابۡنَتَیَّ ہٰتَیۡنِ عَلٰۤی اَنۡ تَاۡجُرَنِیۡ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ ۚ فَاِنۡ اَتۡمَمۡتَ عَشۡرًا فَمِنۡ عِنۡدِکَ ۚ وَ مَاۤ اُرِیۡدُ اَنۡ اَشُقَّ عَلَیۡکَ ؕ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ. 27

ترجمہ: اس کے باپ نے (موسی علیہ السلام) سے کہا "میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تمہارے ساتھ کر دوں بشرطیکہ تم آٹھ سال تک میرے ہاں ملازمت کرو اور اگر دس سال تک پورے کر دو تو یہ تمہاری مرضی ہے۔میں تم پر سختی نہیں کرنا چاہتا۔تم انشاء اللہؑ مجھے نیک آدمی پاؤ گے۔"

بعد ازاں،جب شیخ مدین نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات و واقعات سنے،ان کی مظلومیت اور صداقت پر غور کیا،تو ان کے تجربہ کار اور حقیقت شناس قلب نے یہ بھانپ لیا کہ یہ شخص نہایت نیک، قابلِ اعتماد،دیانت دار اور صالح انسان ہے۔چنانچہ انھوں نے کسی دنیاوی منفعت،حسب و نسب،مال و زر یا خاندانی وجاہت کو معیار بنانے کے بجائے محض سیرت و کردار کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنی بیٹی کے عقد کا فیصلہ کر لیا،اور اس معاہدے میں ایک غیر معمولی شرط رکھ دی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دس سال تک ان کی بکریاں چرائیں گے۔

یہاں غور کرنے کا مقام ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جو کہ شاہی محل میں پلے بڑھے فرعون کے دربار میں وقار و عزت کے حامل رہے کیا انھیں اس شرط پر نکاح کرنا گوارا تھا؟آخر وہ کون سی چیز تھی جس نے انہیں اس قدر آمادہ کیا کہ انھوں نے بغیر کسی تردد کے اس شرط کو قبول کر لیا؟کسی صاحب نظر نے اس پر غور و فکر کے بعد نتیجہ اخذ کیا کہ وہ چیز اس دوشیزہ کی حیاداری تھی،اس کا عفت مآب ہونا تھا،اس کا وقار اور تقدس تھا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی روح کی لطافت سے محسوس کیا کہ یہ عورت،جو عفت و شرم کا ایک پیکر ہے جس کی حیاء اس کی ہر جنبش اور ہر حرکت میں نمایاں ہے،ایک ایسی نعمت ہے جو کسی بھی مشقت کے بدلے میں حاصل کی جا سکتی ہے۔یہی وہ حقیقت ہے جو ثابت کرتی ہے کہ حیا عورت کی معراج ہے،اس کی سب سے قیمتی متاع ہے،اور اسی جوہر کی بدولت ایک عورت کا وقار لازوال اور اس کی عزت غیر فانی ہو جاتی ہے۔

نکاح بیماریوں کا علاج:

نکاح نہ صرف سماجی اور مذہبی معاہدہ ہے بلکہ طبی لحاظ سے بھی انسانی صحت کے تحفظ کا فطری ذریعہ ہے۔یہ غیر محفوظ تعلقات سے بچا کر جنسی بیماریوں،نفسیاتی دباؤ اور دیگر متعدی امراض سے حفاظت فراہم کرتا ہے۔ازدواجی زندگی میں اعتدال اور ضبط نفس،ذہنی سکون اور جسمانی توانائی کو برقرار رکھتا ہے،جبکہ محفوظ اور پاکیزہ تعلق بے راہ روی کے مضر اثرات سے بچاؤ میں معاون ثابت ہوتا ہے۔یوں نکاح روحانی و معاشرتی فوائد کے ساتھ ساتھ طبی لحاظ سے بھی صحت بخش زندگی کا ضامن ہے۔

وَ مِنۡ اٰیٰتِہٖۤ اَنۡ خَلَقَ لَکُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ اَزۡوَاجًا لِّتَسۡکُنُوۡۤا اِلَیۡہَا وَ جَعَلَ بَیۡنَکُمۡ مَّوَدَّۃً وَّ رَحۡمَۃً ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ. 28

ترجمہ: اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔یقیناًاس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

سماجی،معاشی،معاشرتی اور اُخروی فوائد کے علاوہ بھی نکاح اور رشتہ ازدواج کے بہت سے دیگر مثبت پہلو ہیں،جن کو ذیل میں جامع انداز میں پیش کیا جاتا ہے؛

باعثِ سکون:

ہُوَ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّ جَعَلَ مِنۡہَا زَوۡجَہَا لِیَسۡکُنَ اِلَیۡہَا ۚ 29

ترجمہ: وہ اللہؑ ہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی کی جنس سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ اس کے پاس سکون حاصل کرے۔

اللہؒ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں ایک گہری اور فطری کشش رکھی ہے،جو مرد و عورت کے درمیان محبت،مودّت اور انسیت کا باعث بنتی ہے۔یہ کشش محض ایک وقتی جذبہ یا عارضی میلان نہیں بلکہ انسانی بقاء اور تمدّن کی بنیاد بھی ہے۔فطرت کا یہ غیر متبدل قانون اس بات کی عکاسی ہے کہ مرد و عورت اپنی قلبی وابستگی اور روحانی احتیاجات کی تکمیل کسی بے راہ رو طریقے سے نہیں،بلکہ نکاح جیسے پاکیزہ اور مقدس رشتے کے ذریعے کریں۔یہی وہ زینہ ہے جس کے ذریعے دونوں ایک دوسرے سے قلبی سکون،ذہنی راحت اور روحانی اطمینان حاصل کر سکتے ہیں۔

نکاح محض ایک سماجی معاہدہ ہی نہیں بلکہ ایک سنت ہے،جو فطرت کے اصولوں کے عین مطابق ہے۔یہی وہ مضبوط بندھن ہے جو مرد و عورت کے درمیان محبت و الفت کو استحکام بخشتا ہے اور انہیں ایک ایسے دائمی تعلق میں پرو دیتا ہے جس میں دونوں ایک دوسرے کے لئے باعثِ رحمت و تسکین بن جاتے ہیں۔اس کے برعکس،اگر اس فطری کشش کو غیر فطری یا غیر شرعی طریقوں سے پورا کرنے کی کوشش کی جائے تو نہ صرف معاشرتی بگاڑ پیدا ہوتا ہے، بلکہ فرد کی داخلی سکونت بھی مجروح ہو کر رہ جاتی ہے۔

لہٰذا،فطرت کے اس مسلمہ و واضح اصول کا تقاضا ہے کہ مرد و عورت نکاح کے ذریعے اپنی جبلّی ضروریات کو پورا کریں اور ایک پاکیزہ و باوقار زندگی بسر کریں،تاکہ نہ صرف وہ خود سکون و راحت حاصل کریں بلکہ ایک صالح اور متوازن معاشرے کی تشکیل میں بھی اپنا کردار ادا کریں۔

انسانی نسل کی بقا:

نسلِ انسانی کی تسلسل اور بقا کا دار و مدار نکاح جیسے فطری،مقدس اور مستحکم رشتے پر ہے جو نہ صرف فرد کی جبلّی ضروریات کی تکمیل کا ذریعہ بنتا ہے بلکہ اجتماعی طور پر انسانی تمدّن کے دوام کا ضامن بھی ہے۔اگر نکاح کی یہ سنت ختم کر دی جائے یا اس کی حیثیت کو پسِ پشت ڈال دیا جائے تو نہ صرف معاشرتی نظام درہم برہم ہو جائے گا بلکہ انسانی بقا بھی خطرے میں پڑ جائے۔

اسی حقیقت کو واضح کرنے کے لئے رسول اللہؐ ﷺ نے ایسی عورت سے نکاح کرنے کی ترغیب دی ہے جو زیادہ اولاد جننے والی ہو،تاکہ امت کی کثرت اور انسانیت کی بقا کا فطری اور شرعی طریقے سے اہتمام کیا جا سکے۔ایک ایسا گھرانہ،جو نسلِ انسانی کو پروان چڑھانے کے اصول پر قائم ہو نہ صرف ایک صالح اور نیک نسل کی تربیت کا ذریعہ بنتا ہے بلکہ اسلامی تمدّن کے استحکام اور انسانی معاشرے کی پائیداری میں بھی بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ، فَقَالَ: إِنِّي أَصَبْتُ امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ وَ جَمَالٍ وَ إِنَّهَا لَا تَلِدُ، أَفَأَتَزَوَّجُهَا؟ قَالَ: لَا، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ، فَنَهَاهُ، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ، فَقَالَ: تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ، فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ. 30

"حضرت معقل بن یسار رضی اللہؒ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: مجھے ایک عورت ملی ہے جو عمدہ حسب اور حسن و جمال والی ہے مگر اس کے اولاد نہیں ہوتی۔تو کیا میں اس سے شادی کر لوں؟آپ نے فرمایا: "نہیں۔"پھر وہ دوبارہ آیا،تو آپ نے منع فرما دیا۔پھر وہ تیسری بار آیا تو آپ نے فرمایا: "ایسی عورتوں سے شادی کرو جو بہت محبت کرنے والی اور بہت بچے جننے والی ہوں۔بلاشبہ میں تمہاری کثرت سے دیگر امتوں پر فخر کرنے والا ہوں۔"

یہ ہدایت دراصل اس حقیقت پر مبنی ہے کہ نکاح محض دو افراد کے مابین ایک وقتی یا محدود معاہدہ نہیں ہے بلکہ اس کا اثر آئندہ نسلوں تک محیط ہوتا ہے۔نسلِ انسانی کی افزائش اور تربیت محض ایک حیاتیاتی عمل نہیں،بلکہ ایک عظیم الشان سماجی و اخلاقی ذمہ داری بھی ہے جس کے بغیر کوئی بھی تہذیب دیرپا نہیں رہ سکتی۔لہٰذا،شریعت نے نکاح کو نہ صرف ایک فطری ضرورت کے طور پر تسلیم کیا بلکہ اسے انسانی نسل کی حفاظت،تہذیب و تمدّن کی ترقی اور ایک صالح معاشرے کے قیام کے لیے لازمی قرار دیا ہے۔

نظر کی حفاظت اور پاکدامنی کا حصول:

شادی کے مقدس رشتے میں منسلک ہونے سے نہ صرف انسان کی طبیعت میں پاکیزگی اور طہارت پیدا ہوتی ہے،بلکہ یہ رشتہ انسانی جذبات اور خواہشات کو ایک معتدل اور باضابطہ راستہ فراہم کرتا ہے۔شادی کے ذریعے،دونوں فریقین ایک دوسرے کے ساتھ وفاداری اور عفت کا مظاہرہ کرتے ہوئے معاشرتی اور اخلاقی حدود کا احترام کرتے ہیں۔یہ رشتہ انسانی نظر کو ناجائز اور غیر اخلاقی امور سے محفوظ رکھتا ہے،جس سے فرد کی روحانی اور اخلاقی صحت پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔نیز،شادی کے بندھن میں بندھ کر خاوند اور بیوی دونوں کو پاکدامنی کی دولت حاصل ہوتی ہے جو ان کے درمیان اعتماد،محبت اور احترام کے جذبات کو مضبوط بناتی ہے۔اس طرح،شادی نہ صرف ایک سماجی ضرورت ہے،بلکہ یہ انسانی فطرت کی تکمیل اور اخلاقی بلندی کا ایک اہم ذریعہ بھی ہے۔ آقا علیہ الصلاۃ والسلام کا فرمان بھی اسی کی عکاسی کرتا ہے؛

يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَ مَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ. 31

"حضرت عبداللہؓ بن مسعود رضی اللہؓ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں،رسول اللہؐ ﷺ نے فرمایا: "نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شخص جماع اور نکاح کے اخراجات کی استطاعت رکھتا ہو تو وہ شادی کرے،کیونکہ وہ نگاہوں کو نیچا رکھنے اور عفت و عصمت کی حفاظت کے لیے زیادہ موئثر ہے،اور جو شخص (عقد نکاح کی) استطاعت نہ رکھے تو وہ روزہ رکھے،کیونکہ یہ اس کی شہوت کم کرنے کا باعث ہے۔"

اس حدیثِ مبارکہ میں نظر اور شرمگاہ کی حفاظت کے لیے ایک نہایت مؤثر اور عظیم الشان نسخہ بیان کیا گیا ہے،اور وہ ہے نکاح یا شادی کا رشتہ۔شادی کا یہ مقدس بندھن نہ صرف انسان کی جبلّی اور فطری ضروریات کو پورا کرتا ہے بلکہ اس کے ذریعے انسان اپنی نظر کو حرام چیزوں سے محفوظ رکھنے اور اپنی شرمگاہ کو ناجائز استعمال سے بچانے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔لہٰذا،جو شخص بھی مالی،جسمانی اور نفسیاتی طور پر اس کی استطاعت رکھتا ہو،اسے چاہیے کہ وہ اس سنتِ رسول پر عمل پیرا ہو کر اپنی دنیوی و اخروی زندگی کو سنوارے۔ایسا کرنے سے نہ صرف اس کی اخلاقی اور روحانی پاکیزگی میں اضافہ ہوگا،بلکہ وہ معاشرے میں ایک باعزت اور متوازن زندگی گزارنے کے قابل بھی ہو سکے گا۔شادی کا یہ عمل انسان کو گناہوں سے دور رکھنے کے ساتھ ساتھ اسے ایک پُر سکون اور پر امن زندگی عطا کرتا ہے جو کہ انسانی فطرت کے عین مطابق ہے۔

اللہؓ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری:

اللہؓ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی اور اپنے حبیبِ مکرم،رسولِ اکرم ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری پر بے پناہ اجر و ثواب سے نوازتا ہے،نیز انہیں ایک پاکیزہ، معتدل اور پر سکون زندگی عطا فرماتا ہے۔یہ اطاعت نہ صرف انسان کو گناہوں سے محفوظ رکھتی ہے،بلکہ اس کے دل و دماغ کو طہارت اور نور سے منور کرتی ہے۔مزید بر آں،ازدواجی زندگی کے اندر خاوند اور بیوی کے درمیان قائم ہونے والے تعلقات بھی ایک قسم کی عبادت ہیں،کیونکہ یہ تعلقات فطری،شرعی اور اخلاقی حدود کے دائرے میں رہتے ہوئے استوار کیے جاتے ہیں۔ازدواجی بندھن نہ صرف انسانی جذبات اور ضروریات کو پورا کرتا ہے بلکہ یہ ایک مقدس رشتہ ہے جو دونوں فریقین کو تقویٰ اور پرہیزگاری کی راہ پر گامزن کرتا ہے۔اس طرح یہ تعلقات محض دنیوی تسکین کا ذریعہ ہی نہیں،بلکہ اللہؓ کی رضا اور اس کے مقرر کردہ حدود کی پاسداری کرتے ہوئے ایک روحانی عبادت کا درجہ رکھتے ہیں۔جیسا کہ حضور اقدس ﷺ کا فرمان عالیشان ہے:

وَ فِي بُضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ أَيَأتِي أَحَدُنَا شَهْوَتَهُ وَ يَكُونُ لَهُ فِيهَا أَجْرٌ قَالَ أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ أَكَانَ عَلَيْهِ فِيهَا وِزْرٌ فَكَذَلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ أَجْرًا. 32

"اور (بیوی سے مباشرت کرتے ہوئے) تمھارے عضو میں صدقہ ہے۔"صحابہ کرام نے پوچھا: اے اللہؓ کے رسول! ہم میں سے کوئی اپنی خواہش پوری کرتا ہے تو کیا اس میں بھی اسے اجر ملتا ہے؟آپ ﷺ نے فرمایا: "بتاؤ اگر وہ یہ (خواہش) حرام جگہ پوری کرتا تو کیا اسے اس پر گناہ ہوتا؟اسی طرح جب وہ اسے حلال جگہ پوری کرتا ہے تو اس کے لیے اجر ہے۔"

نکاح اور شادی کے وہ عظیم فوائد،جن میں نفسانی خواہشات کی حلال طریقے سے تسکین،معاشرتی استحکام،اور اخلاقی و روحانی پاکیزگی شامل ہیں ان سب کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے شادی میں غیر ضروری تاخیر کرنا نہ صرف غیر معقول ہے بلکہ شرعی نقطۂ نظر سے بھی ناپسندیدہ عمل ہے۔لہٰذا،سرپرستوں پر فرض ہے کہ وہ اپنی جوان اولاد کی شادی بر وقت اور مناسب عمر میں کرنے کی کوشش کریں تاکہ وہ فطری اور شرعی تقاضوں کے مطابق ایک پاکیزہ اور متوازن زندگی گزار سکیں۔تاہم،موجودہ دور میں یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ بہت سے سرپرست اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کی شادی میں غیر معقول حد تک تاخیر کر دیتے ہیں اور اس کی بنیادی وجہ محض دنیاوی معیارات پر توجہ مرکوز کرنا ہوتا ہے۔ان کی سوچ کا محور یہ ہوتا ہے کہ ان کی بیٹی کا رشتہ کسی مالدار شخص سے ہو جو بے تحاشہ حق مہر ادا کرے یا ان کے بیٹے کے لیے کوئی دولت مند گھرانے کی لڑکی مل جائے جو بھاری جہیز لے کر آئے۔یہ طرزِ فکر نہ صرف معاشرتی بگاڑ کا سبب بنتا ہے،بلکہ شریعتِ اسلامیہ کے اصولوں کے بھی بالکل منافی ہے۔

شریعتِ مطہرہ نے اس قسم کی مادہ پرستانہ سوچ کی واضح طور پر مذمت کی ہے اور اس کے برعکس،دینداری اور اخلاقی کردار کو رشتہ کے انتخاب میں اولین معیار قرار دیا ہے۔اگر کوئی لڑکا دیندار اور باکردار ہو تو اسے اپنی بیٹی کا رشتہ دے دینا چاہیے،چاہے وہ مالی اعتبار سے کمزور ہی کیوں نہ ہو۔اسی طرح،اگر کوئی لڑکی نیک اور پرہیز گار ہو،تو اسے اپنے بیٹے کے لیے منتخب کر لینا چاہیے خواہ اس کا خاندان معاشی طور پر کمزور ہی کیوں نہ ہو۔شریعت کا یہ واضح پیغام ہے کہ رشتہ کے انتخاب میں دین داری اور اخلاقی اقدار کو ترجیح دی جائے،نہ کہ مال و دولت کو۔اس طرح،ایک پاکیزہ اور متوازن معاشرہ تشکیل پاتا ہے جو اللہؓ تعالیٰ کی رضا اور اس کے رسول ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے عین مطابق ہوتا ہے۔

عَنْ أَبِي حَاتِمٍ الْمُزَنِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: إِذَا جَاءَكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَ خُلُقَهُ فَأَنْكِحُوهُ، إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَ فَسَادٌ. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ وَ إِنْ كَانَ فِيهِ، قَالَ: إِذَا جَاءَكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَأَنْكِحُوهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. [33]

"ابوحاتم مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمہارے پاس جب کوئی ایسا شخص (نکاح کا پیغام لے کر) آئے، جس کی دین داری اور اخلاق سے تم مطمئن ہو تو اس سے نکاح کر دو۔ اگر ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ اور فساد برپا ہو گا۔ لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اگر اس میں کچھ ہو؟ آپ نے تین بار یہی فرمایا: "جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص آئے جس کی دین داری اور اخلاق سے تم مطمئن ہو تو اس سے نکاح کر دو۔"

اس حدیثِ مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے نکاح کے معاملے میں لڑکے کے انتخاب کا ایک واضح معیار بیان فرمایا ہے، جو اس کے کردار اور دینی حالت پر مبنی ہے۔ آپ ﷺ نے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ نکاح کا اصل مقصد دین و اخلاق کی بنیاد پر ایک پاکیزہ رشتہ قائم کرنا ہے، نہ کہ دنیاوی مال و متاع کو ترجیح دینا۔ لیکن افسوس کہ آج کے معاشرے میں یہ معیار یکسر بدل چکا ہے۔ کردار اور دینداری کو پسِ پشت ڈال کر صرف دنیاوی معیارات جیسے دولت، عہدہ اور مہر کی بلندی کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اس تبدیلی نے معاشرے میں بے شمار فتنوں اور فسادات کو جنم دیا ہے۔

لڑکیاں، جو اپنے والدین کے گھروں میں بیٹھی رہ جاتی ہیں، مالدار لڑکوں اور بڑے مہر کے خواب دیکھتے دیکھتے عمر کی اس منزل تک پہنچ جاتی ہیں جہاں ان کے لیے مناسب رشتے کی تلاش مشکل ہو جاتی ہے۔ دوسری طرف، لڑکوں کے گھر والے بھی غربت یا کم مہر کی وجہ سے لڑکیوں کو مسترد کر دیتے ہیں۔ یہ صورتِ حال نہ صرف جوان لڑکیوں اور لڑکوں کے لیے نفسیاتی اور سماجی مسائل پیدا کرتی ہے، بلکہ معاشرے میں بدکاری اور بے راہ روی کے واقعات میں بھی اضافے کا باعث بنتی ہے۔ جب نوجوانوں کی شادیاں وقت پر نہیں ہوتیں تو ان کی جنسی اور جذباتی تسکین کے لیے ناجائز راستے اختیار کرنے کا خطرہ مزید بڑھ جاتا ہے۔

اسلام نے نکاح کو ایک آسان اور پاکیزہ عمل قرار دیا ہے تاکہ معاشرے میں پاک دامنی اور اخلاقی اقدار کو فروغ ملے۔ لیکن آج کے دور میں جب دنیاوی معیارات کو فوقیت دی جاتی ہے تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نوجوان نسل بے راہ روی کا شکار ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق، اگر ہم دین و اخلاق کو ترجیح دیں اور نکاح کو آسان بنائیں تو معاشرے میں پھیلنے والے فتنے اور فساد کا سدباب ہو سکتا ہے۔ لہٰذا، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے معیارات کو دوبارہ اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں پر استوار کریں اور دنیاوی لالچ سے بالاتر ہو کر اپنی نوجوان نسل کی فلاح و بہبود کے لیے اقدامات کریں۔

بیوی؛ بہترین متاع:

أَلَا أُخْبِرُكَ بِخَيْرِ مَا يَكْنِزُ الْمَرْءُ: الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ إِذَا نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتْهُ وَ إِذَا أَمَرَهَا أَطَاعَتْهُ وَ إِذَا غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْهُ. [34]

"کیا میں تجھے خبر نہ دوں کہ وہ کیا بہترین چیز ہے جو انسان خزانہ بناتا ہے؟" فرمایا: "وہ نیک صالحہ بیوی ہے، جب اس کی طرف دیکھے تو اسے خوش کر دے، اسے کوئی بات کہے تو مان لے اور جب وہ غائب ہو تو اس (کے گھر، مال اور اپنی عفت) کی حفاظت کرے۔"

خلاصہ:

نکاح، جو کہ ایک سماجی اور مذہبی فریضہ ہے محض ایک رسم یا معاہدہ نہیں بلکہ انسانی فطرت کے عین مطابق ایک پاکیزہ اور مقدس رشتے کی بنیاد ہے۔ یہ رشتہ صرف مرد و عورت کے درمیان جسمانی تعلق تک محدود نہیں، بلکہ یہ محبت، احترام اور باہمی تعاون کے جذبات پر استوار ہوتا ہے۔ نکاح کے ذریعے نہ صرف دو افراد کے درمیان ایک مضبوط بندھن قائم ہوتا ہے بلکہ یہ خاندانی نظام کو استحکام بخشتا ہے جس سے معاشرے میں امن و سکون کی فضا برقرار رہتی ہے۔

نکاح کا مقصد صرف نسلِ انسانی کی بقا ہی نہیں، بلکہ یہ جذباتی تسکین اور روحانی سکون کا بھی ذریعہ ہے۔ یہ وہ مقدس عمل ہے جو انسان کو نفسانی خواہشات پر قابو پانے اور ایک پاکیزہ زندگی گزارنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ نکاح کے بغیر انسانی معاشرہ انتشار اور بے راہ روی کا شکار ہو سکتا ہے جبکہ اس کے ذریعے معاشرتی اقدار اور اخلاقیات کو تقویت ملتی ہے۔

لہٰذا، نکاح کو محض ایک رسم یا معاشرتی دباؤ کے تحت ادا کردہ عمل نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ اسے ایک مقدس اور مفید عمل کے طور پر دیکھنا چاہیے جو فرد کی شخصیت کو نکھارنے، اس کی روحانی اور جذباتی ضروریات کو پورا کرنے اور معاشرے کو پائیدار بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ نکاح انسانیت کے لیے اللہ کی طرف سے عطا کردہ ایک عظیم نعمت ہے جسے سمجھداری اور خلوص کے ساتھ نبھانا چاہیے۔

حوالہ جات:

1 سورۃ آل عمران:14

2 صحیح البخاری:5063

3 مشکوۃ شریف:3080

4 سورۃ بنی اسرائیل:32

5 سورۃ النور:02

6 سورۃ الرعد:38

7 سورۃ البقرہ:232

8 صحیح البخاری:5136

9 صحیح البخاری:5138

10 سورۃ النساء:03

11 صحیح المسلم:3485

12 سنن ابی داؤد:2082

13 جامع ترمذی:1107

14 سورۃ النور:32

15 سنن نسائی:3122

16 صحیح البخاری:5030

17 صحیح المسلم:3635

18 سنن ابی داؤد:2050

19 سنن ابن ماجہ:1847

20 صحیح المسلم:3403

21 جامع ترمذی:1084

22 سنن نسائی:3342

23 سنن نسائی:3232

24 سورۃ القصص:23

25 سورۃ القصص:24

26 سورۃ القصص:25

27 سورۃ القصص:27

28 سورۃ الروم:21

29 سورۃ الاعراف:189

30 سنن ابی داؤد:2050

31 مشکوۃ شریف:3080

32 صحیح المسلم:2329

33 جامع ترمذی:1085

34 سنن ابی داؤد:1664